پاکستان میں مذہبی فرقہ واریت: اسباب، نقصانات اور اصلاحی تجاویز

محمد غیاث[1]

The Qur'an has used the word difference of opinion (*taffaruq*) for ideological sectarianism. The texts of Quran and Sunnah clearly established that sectarianism is forbidden and it is against national unity. But the question is what does really mean by difference of opinion (*taffaruq*)? Are all types of differences come under sectarianism? Is every kind of disagreement and difference is forbidden in Islam, or is it any kind of difference which is allowed and appreciated in Islam?

In order to find out the answer to this question, we have to look into the interpretation of the verses that have been revealed to condemn and prohibit sectarianism, so that the reality of prohibition of sectarianism should be cleared in the light of the context of revelation, explanation of these verses.

مذہبی فرقہ واریت:

قرآنِ کریم میں فرقہ واریت کے لئے لفظ تفرق استعمال ہوا ہے۔ قرآن و سنت کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ تفریق و تحزب اور افتراق و اختلاف ممنوع ہے اور ملی اتحاد کے منافی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ تفرق سے کیا مراد ہے؟ کیا ہر قسم کا اختلاف تفرق ہے؟ کیا ہر قسم کا اختلاف مذموم اور ممنوع ہے یا اس کی کوئی قسم ممدوح اور مباح بھی ہے؟۔ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے ہم کو تفرق کی مذمت اور ممانعت کے بارے میں نازل شدہ آیات کی تفسیر و تاویل کی طرف رجوع کرنا پڑے گا تاکہ ان آیات کے سیاق و سباق، شان نزول اور احادیث و آثار کی روشنی میں تفرق اور اختلاف مذموم کی اصل حقیقت واضح ہو جائے۔

[1] لیکچرر: رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

تفرق باب تفعل سے مصدر ہے اور اس کا مأخذ ہے " فَرقٌ " جس کے معنی ہیں "فَصلٌ" یعنی دو چیزوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنا، علیحدہ کرنا۔ فَرقٌ کی ضد ہے جمعٌ جس کے معنی ہیں دو چیزوں یا کئی چیزوں کو ایک دوسرے سے ملانا اور جوڑنا۔ مأخذ صرفی کے اس مفہوم کی مناسبت سے تفرق کے معنی ہیں الگ ہو جانا، پھوٹ ڈالنا اور الگ الگ فرقوں، گروہوں اور جتھوں میں بٹ جانا۔

عربی لغت کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے اختلاف کو تفرق نہیں کہا جاتا بلکہ اس اختلاف کو تفرق کہا جاتا ہے جو امت مسلمہ اور ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے ہو، اُمت کو الگ الگ فرقوں اور ٹولیوں میں بانٹنے والا ہو اور ان کے درمیان اخوت والفت کے تعلقات کو عداوت و منافرت میں تبدیل کرتا ہو۔

تفرق کی ممانعت:

تفرق کی مذمت اور ممانعت میں ۶ آیات قرآن میں آئی ہیں۔ لفظ تفرق کے ساتھ ان میں سے پہلی آیت یہ ہے۔

وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا[2]

" اور تھام لو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو اللہ کی اس مہربانی کو جو تم پر کی گئی تھی جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس الفت ڈال دی اللہ نے تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اللہ کی اس مہربانی سے بھائی بھائی۔"[3]

اس آیت میں پہلے تو حکم دیا گیا ہے کہ حبل اللہ یعنی قرآن وسنت پر مجتمع اور متحد ہو جاؤ اس لیے کہ امت کی وحدت اور ملت کے اتحاد کی بنیاد یہی ہے۔ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ آپس میں پھوٹ نہ ڈالو فرقوں اور گروہوں میں اس طرح نہ بٹو کہ ملی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے اور تم اتحاد ملت کی بنیادوں پر متحد و مجتمع ہونے کی بجائے متفرق اور منتشر ہو جاؤ اس طرح دورِ جاہلیت کی حالت یاد دلائی گئی ہے کہ تمہارے درمیان دشمنیاں اور جتھہ بندیاں تھیں اور قبائل و گروہی عداوتیں اور عصبیتیں تھیں جو اسلام کی وجہ سے ختم ہو گئیں اور تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے تو اب اسلام لانے کے بعد اور دین واحد پر متحد ہو جانے کے بعد اگر دوبارہ تم نے اتحاد ملت کی بنیادوں کو نظر انداز کر کے باہمی تفرق کی روش اختیار کی اور وہی پرانی قبائلی جتھہ بندیاں اور دشمنیاں شروع کر دیں تو اخوت والفت کی نعمت سے محروم ہو جاؤ گے۔ اس آیت کے شان نزول اور

2۔ آل عمران ۱۰۳

3۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، اداہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۸، ج ۱، ص ۲۷۶۔۲۷۷

سیاق وسباق اور کلمات کے معانی تینوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جگہ تفرق سے مراد وہ جتھہ بندی اور فرقہ بندی ہے جو صرف حسد وعناد اور گروہی عصبیت پر مبنی ہو۔امام ابن جریر نے بھی آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے:

ولاتفرقوا عن دين الله وعهد ه الذى عهد اليكم فى كتابه من الائتلاف والاجتماع على طاعته وطاعةرسوله صلى الله عليه وسلم۔[4]

"اور الگ نہ رہو اللہ کے دین سے اور اس کے عہد سے جو اس نے اپنی کتاب میں تم سے لیا ہے کہ آپس میں الفت ومحبت کا رویہ اختیار کرو اور اللہ ورسول کی اطاعت پر (حبل اللہ پر) متحد ومجتمع ہو جاؤ۔"

فرقہ واریت کے تین بڑے اقسام اور ان کے اسباب:

قاضی ابو بکر ابن العربی نے تفرق ممنوع اور اختلاف ممنوع کی تین قسمیں بیان کی ہیں جو ملی اتحاد کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

الف:۔ایک قسم وہ اختلاف اور تفرق ہے جو حسد وعناد اور قبائلی وعلاقائی یا گروہی عصبیت پر مبنی ہو کسی علمی تحقیق اور دلیل یا مذہبی عقیدے پر مبنی نہ ہو اس کی ممانعت سورہ آل عمران کی مذکورہ آیات اور اس کے مفہوم کی دوسری آیات واحادیث میں آئی ہے اور یہی زیادہ خطرناک تفرق ہے۔

ب:۔ دوسری قسم اسلام کے بنیادی عقائدے سے جان بوجھ کر انکار کرنا، اختلاف کرنا اور پھوٹ ڈالنا۔ یہ اختلاف وانکار چونکہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں کیا جاتا بلکہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔اس لیے اس کی اصل وجہ بھی حسد وعناد اور خودسری وسرکشی ہوتی ہے۔اس نوع کے تفرق کا ذکر سورۃ الشوریٰ میں ہوا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ۔كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَ يَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْب۔وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِمَا جَاۤءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ۝[5]

---

[4]۔ تفسیر ابن جریر، ج۴، ص نمبر ۳۲

[5]۔ الشوریٰ: ۱۳۔۱۴

ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ انبیاء اور ان کی امتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ دین کو قائم کرو اور قائم رکھو۔ولا تتفرقوا فیہ۔اور اس دین میں تفرقہ اور اختلاف نہ ڈالو یعنی سب مل کر اس پر ایمان لاؤ۔اس پر عمل کرو،اس کو قائم کرو اور اگر قائم ہے تو قائم رکھو اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ جس دین کی دعوت تم دیتے ہو وہ مشرکین پر بھاری اور ناگوار ہے لیکن جو لوگ حق کی طرف رجوع کرنے والے ہوتے ہیں اور حق وصداقت کے متلاشی ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ چن کر اس دین کے پاس لے آئے گا اور وہ ایمان لے آئیں گے اور اقامت دین کے لیے جدوجہد شروع کردیں گے۔پھر اختلاف وانکار کی اصل وجہ پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ:

وَ مَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ" اور تفرقہ اور اختلاف نہیں ڈالا،انہوں نے مگر ان کے پاس علم آجانے کے بعد ڈالا ہے آپس کی ضد کی وجہ سے۔"یعنی توحید پر مبنی دین اسلام سے اختلاف کرنے والوں کا یہ اختلاف غلط فہمی اور لاعلمی پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس اختلاف وانکار کا باعث اور اصل وجہ صرف نفسانیت،عداوت اور بغاوت ہے۔اس قسم کے تفرق کا ذکر قرآن میں اس طرح بھی ہوا ہے کہ:

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝۔[6]

" اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو بنو، جنہوں نے پھوٹ ڈالی اور اختلاف کیا باوجود اس کے کہ ان کے پاس کھلی دلیلیں آگئی تھیں اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

ج:۔تیسری قسم تفرق کی وہ ہے کہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں ایک دوسرے سے براءت اور قطع تعلق کیا جائے اور ایک دوسرے کی تفسیق وتضلیل کی جائے یہ بھی ممنوع ہے۔اس لیے کہ آراء کا یہ اختلاف قرآن وسنت کی تعبیر میں ہے اور تعبیر واجتہاد کا اختلاف امت کی وحدت کے منافی نہیں ہے تو جو شخص اور گروہ اس نوع کے اجتہادی اور تعبیر کے اختلاف کو فرقہ واریت اور گروہ بندی کا ذریعہ بناتا ہے اور مخالف رائے رکھنے والوں کی تضلیل وتفسیق اور تذلیل وتحقیر کرتا ہے وہ یہودیوں کی سنت پر چلتا ہے اور قابل مذمت ہے۔

پاکستان میں فرقہ واریت کے دیگر وجوہات:

فرقہ واریت کے مذکورہ اقسام اور اسباب کے علاوہ کچھ سیاسی اور انتظامی خامیاں اور خرابیاں بھی ہیں۔جس کی وجہ سے فرقہ واریت اس ملک سے ختم ہونے کے بجائے مزید مستحکم ہوتا جارہا ہے۔پاکستان آزادی کے ابتدا سے کئی مسائل

---

6 ۔ آل عمران ۱۰۵

اور بحرانوں سے دوچار رہا ہے۔ مسائل کے حل کی بجائے منفی اقدامات، خرابی میں اضافے کا باعث بنتے رہے ہیں۔ اس لئے کہ ملک کو چلانے کے لیے کمزور اور بے سمت ریاستی نظام اختیار کیا گیا۔ ملک کے اندر وسائل کو خودانحصاری کی بنیاد بنانے کی بجائے امداد، قرضوں اور کشکول تھامنے کا رویہ اپنایا گیا ہے۔ ملک میں بار بار فوجی آمریت نے عوام کے اعتماد کو منتشر کیا اور پوری قوم کو تقسیم در تقسیم کا شکار کر دیا۔ عالمی قوتوں نے پاکستان کی جمہوری حکومتوں کو تنگ کیا اور فوجی آمروں کی سرپرستی کی۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان اختلاف کا اصل تنازعہ "مسئلہ کشمیر" ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنی قرار دادں کے ذریعے فیصلہ دیا ہے کہ دو کروڑ کشمیریوں کو حق خودارادیت دیا جائے۔ لیکن کشمیریوں کواُن کے اس حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ پاکستان کشمیریوں کی اصولی بنیادوں پر سیاسی اور اخلاقی وسفارتی مدد کر رہا ہے جس کی سزا پاکستان کو دی جاتی ہے اور عالمی برادری جانبداری کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ملک میں جاگیر دارانہ اور مفاد پرستی کی بنیاد پر ناقص سیاسی ریاستی نظام اور حکمرانوں کی بے تدبیری، حالات کی خرابی کا باعث بنی ہے۔

عوام جن بنیادی مسائل اور بحرانوں سے دوچار ہیں ان میں غربت، جہالت، طبقاتی نظامِ تعلیم، کرپشن، سیاسی عدمِ استحکام، بیرونی مداخلت، دہشت گردی تخریب کاری، مذہبی انتہا پسندی، آبادی میں وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، مہنگائی، بے روزگاری، توانائی کا بحران سر فہرست ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے میں حکمران طبقات ناکام رہے ہیں اور اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے ریاستی نظام، عوام کو تقسیم کرو۔ اور حکمرانی جمائے رکھو کے فارمولے پر عمل پیرا ہیں جس سے معاشرے میں مذہبی، طبقاتی، لسانی اور علاقائی تقسیم کے رجحانات پوری شدت سے پیدا ہو رہے ہیں۔

پاکستان کے شیعہ اور سنی مسالک کے درمیان عدم برداشت، دل آزار لٹریچر کی اشاعت، غیر ذمہ دارانہ تقاریر، ایک دوسرے کی توہین اور تضحیک شدت پسندی اور لاقانونیت کے باعث بنے ہوئے ہیں۔

پاکستان کا شمار عالم اسلام کے بڑے ممالک میں ہوتا ہے۔ لیکن یہاں شیعہ سنی اختلاف اور فساد نے سنگین صورتِ حال اختیار کر لی ہے۔ سنی مسلک کے عوام بڑی اکثریت میں ہیں۔ شیعہ مسلک اقلیت ضرور ہیں لیکن یہ آبادی عراق میں شیعہ آبادی سے بڑی آبادی ہے۔

گذشتہ دو دہائیوں میں اس فرقہ وارانہ قتل وغارت گری کا ہزاروں افراد شکار ہوئے ہیں۔ ایک منصوبے کے تحت صرف شیعہ ہی نہیں اہل سنت علمائے کرام، واعظین، مشائخ عظام، ڈاکٹرز اور انجینئرز ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہو رہے ہیں۔ مدارس، مساجد، مزارات اور امام بارگاہیں، سب ہی منصوبہ بندی کے تحت تخریب کاری کا نشانہ بن رہی ہیں۔ یہ سب کچھ پاکستان میں نفرت پیدا کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے تاکہ پاکستان، ایران، افغانستان، وسطی ایشیا اور چین ایک پیج پر نہ آجائیں۔

اس صورتِ حال کا القاعدہ، طالبان، لشکر جھنگوی، سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے۔ یقینا خرابی پیدا کرنے اور بربادی مسلط کرنے کے لیے لوکل ایکٹرز ضرور استعمال ہوتے ہیں لیکن ڈائریکٹر اور ماسٹر مائنڈ کہیں اور ہیں جن کے خطہ میں معاشی، سیاسی، دفاعی اور بالادستی کے مفادات ہیں۔

اصلاحی تجاویز:

1۔ اتحاد ملت اور اتحاد العلماء

مذہبی فرقہ واریت کے خاتمے کی جدوجہد کی کامیابی کے لیے ملت کا اتحاد ضروری ہے اور ملت کا اتحاد علماء دین کے اتحاد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ علماء دین ملت کے دینی قائدین ہیں۔ جب قائدین میں افتراق وانتشار ہو اور وہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ چکے ہوں اصول وعقائد میں متحد ہونے کے باوجود انہوں نے ایک دوسرے کو گرانے اور ہرانے کے لیے فرقہ بندی، گروہ بندی اور صف بندی کر لی ہو اور اپنی علمی قوت اور تحریر و تقریر کی صلاحیتیں اتحاد امت کی بجائے افتراق امت کے لیے اور غلبہ اسلام کی بجائے اپنے اپنے فرقوں اور گروہوں کو غلبہ اور برتری دلانے کے لیے استعمال کرتے ہوں تو قائدین کا یہ افتراق وانتشار ان کے متبعین میں اور اماموں کا یہ تفریق و تحزب ان کے مقتدیوں میں بھی پھیلے گا اور ملی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے گا جیسا کہ آج کل بکھرا پڑا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ فرقوں کی بنیاد پر جماعتوں کی تنظیم اور مسجدوں کی تعمیر کی روش اخلاص کے ساتھ ترک کر دی جائے اور علماء دین کے اتحاد واتفاق کے لیے ایک مہم شروع کی جائے۔ حنفی وغیرہ حنفی اور دیوبندی وغیرہ دیوبندی کی بنیاد پر جب مسجدیں بنیں گی یا ان پر قبضے کئے جائیں گے تو ملت کا اتحاد محض ایک تصوراتی اور کتابی چیز بن جائے گی عملاً باہم متحارب اور متباغض فرقے اور گروہ برسرپیکار رہیں گے لیکن جب فرقوں اور اجتہادی مسلکوں کی بنیاد پر نہ مسجدیں بنیں گی، نہ مدرسے بنیں گے نہ تنظیمیں بنیں گی اور نہ جلسے اور کانفرنسیں ہوں گی بلکہ ساری سرگرمیاں قرآن وسنت اور دین اسلام کے نام پر ہوں گی تو اس کے نتیجے میں اخوت اسلامی کی روح افزا اور ایمان افروز فضا بنے گی اور ملی اتحاد کا منظر بر سرزمین آنکھوں سے دیکھا جائے گا۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آراء کا اختلاف ختم ہو جائے گا آراء کا تنوع تو ختم نہیں ہو سکتا۔ جب اسلام نے اجتہاد کی اجازت دی ہے اور اجتہاد میں آراء کا اختلاف ایک فطری چیز ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے اجتہادی اختلاف کی اجازت بھی دی ہے بلکہ مسجدوں اور مدرسوں کے اس اشتراک سے فرقہ بندی ختم ہو جائے گی۔ اسلام کے اصول اور اہل سنت کے اصول میں اشتراک کے باوجود ایک دوسرے کی اقتداء میں نمازیں نہ پڑھنا اور مسجدیں الگ کرنا اصول اسلام کے خلاف ہے اور اصول اہل سنت کے بھی خلاف ہے۔ پاکستان میں ایسی اجتماعیت کی ضرورت ہے جو نہ فرقوں کی بنیاد پر بنی ہو اور نہ فرقوں کے اصول پر کام کرتی ہو بلکہ اسلامی نظام کے لیے خالص اسلامی طریقے پر کام کر رہی ہو۔

اتحادِ ملت کی بنیادیں

۱۔ اُمتِ مسلمہ اور ملتِ اسلامیہ فرقوں اور گروہوں کے مصنوعی اور سطحی اتحاد کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی معنوں میں جسدِ واحد اور بنیان مرصوص کی طرح اُمت واحدہ ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ "وحدت اُمت" اور "اتحاد ملت" کی بنیاد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب ظاہر ہے کہ یہی ہو سکتا ہے کہ جس دین اور شریعت کی بنیاد پر یہ اُمت اور یہ ملت وجود میں آئی ہے وہی دین شریعت ملت کے اتحاد کی بنیاد ہے اور وہ دین اسلام اور شریعت محمدی ﷺ ہے۔ دین اسلام کے اصول و فروع دونوں کا سر چشمہ اور ماخذ قرآن و سنت ہے اس لیے اتحاد کی بنیاد قرآن و سنت ہی بن سکتے ہیں اور کوئی چیز اتحاد کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے "حبل اللہ" پر مجتمع اور متحد ہونے کا حکم دیا ہے اور آپس میں پھوٹ ڈالنے سے منع کیا ہے۔[7]

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے یہی پسند کرتا ہے کہ حبل اللہ پر متحد ہو جاؤ اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی سے مراد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب ہمیں صحیح حدیث میں ملتا ہے کہ:

> كتاب الله هو حبل الله من اتبعه كان على الهدى و من تركها كان على ضلالة ۔[8]
>
> جس طرح اتباع قرآن ہدایت ہے اور ترک قرآن ضلالت ہے اسی طرح اتباع رسول ہدایت ہے۔ واتبعوه لعلكم تهتدون۔ اور اس کی (رسول کی) پیروی کرو تاکہ تم سیدھا راستہ پا سکو۔"
>
> وانک لتهدی الی صراط مستقیم ۔[9] "اور بے شک آپ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔"

قرآن کریم کی ۶۰ آیات میں اطاعت اور اتباع رسول کا حکم دیا گیا ہے۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر گزر چکا ہے۔ ان دلائل قرآنیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اتحاد کی دوسری بنیاد سنت رسول ہے۔ اتحاد ملت کی بنیاد قرآن و سنت ہے جو لوگ اس بنیاد کو نہیں مانتے وہ اُمت مسلمہ کے وحدت اور ملت کے اتحاد سے باہر ہیں اور امت مسلمہ کے مقابلے میں سب کے سب ملتِ واحد ہیں۔ الكفر ملة واحدة۔

7۔ آل عمران ۱۰۳

8۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، دار الجیل بیروت ۱۳۳۴ھ، ح ۶۳۰۷

9۔ الشوریٰ: ۵۲

اتحاد کی اصل بنیادیں تو یہی دو ہیں لیکن چونکہ قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ اجماعِ صحابہ اور اجماعِ اُمت بھی حجت شرعیہ ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا ضلالت ہے اس لیے اُمت کی وحدت کی تیسری بنیاد اجماع ہے اور جو لوگ ثابت شدہ اجماع کے خلاف انفرادی اجتہاد آرائی کرتے ہیں وہ دراصل امت کی وحدت کو نقصان پہنچاتے ہیں اور ضلالت کے راستے پر جارہے ہیں۔

ماہرین شریعت نے اجماعِ اُمت بالخصوص اجماعِ صحابہ کے حجتِ شرعیہ ہونے پر قرآن کریم اور احادیثِ رسول سے استدلال کیا ہے۔ قرآن وسنت کے انہی دلائل کی بنا پر حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کے نام اپنے خط میں لکھا تھا کہ " اگر قرآن وسنت سے حکم معلوم نہ ہو سکے تو وہی فیصلہ کرو جس پر صالحین کا اجماع ہو چکا ہو۔"

بہر حال قرآن وسنت کے منصوص احکام اور اجماع صحابہ و اجماع امت سے ثابت شدہ احکام اتحاد ملت کی بنیادیں ہیں۔ اور اس کے مطابق اس ملک کے عوام میں شعور پیدا کرنا چاہئے اور ان شاءاللہ اس کی بنیاد پر فرقہ واریت کو کم کرکے تدریج کے ساتھ ختم کیا جاسکتا ہے۔

2۔ سیاسی اور انتظامی اقدامات

صرف یہ کہہ دینے سے کہ دینی مدارس فرقہ بندی کے ذمہ دار ہیں یہ مکمل سچائی نہیں۔ فرقہ واریت، اور محرومیوں کی بنیاد پر شدتِ جذبات کے ازالے کے لیے تمام متعلقہ گروہوں کو اپنے اپنے حصہ کی ذمہ داری ادا کرنا ہو گی اس کے لیے ضروری ہے کہ بیرونی مداخلت ختم کیا جائے، حکومت کسی بھی پراکسی وار اور نام نہاد دہشت گردی کی جنگ میں امریکی آلہ کار بننے سے انکار کردے۔ امریکہ کو خطہ سے نکلنے پر مجبور کیا جائے اور پاکستان کے قبائلی علاقوں پر ڈرون حملے بند کیے جائیں۔ ملک کے اندر دینی وسیاسی قیادت اور ریاستی ادارے، متحد ہو کر برداشت، باہمی احترام اور قانون کے بلاامتیاز نفاذ کے لیے اقدامات کریں تو یہ تصادم اور انتہاپسندی کی آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ فرقہ بندی کے خاتمے کے لیے درج ذیل امور بہت اہم ہیں:

(1) خطرات کو مول لے کر فرقہ وارانہ مسائل حل کرنے کے لیے اقدامات کرنا۔

(2) مذاکرات کے ذریعے انتہاپسند گروپس کو قومی دھارے میں لانے کی لئے عملی پیش رفت کیجائی۔

(3) میڈیا (پرنٹ و الیکٹرانک) کو مکمل دیانتداری اور غیر جانبداری کیساتھ حقیقی حل کے لئے تعمیری اور مثبت کردار ادا کرنا چاہئے۔

اس کے علاوہ سیاسی اور ریاستی سطح پر متحد ہو کر قومی یکجہتی کی لیے واضح لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ سیاسی قوتیں سیاسی استحکام پر متحد ہوں۔ عوام میں بیداری اور آگہی کی بھرپور مہم چلائی جائے۔ یہ اقدام فرقہ وارانہ شدت کے خاتمے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ کرپٹ حکومتیں اور عوام کی عدم آگہی تصادم کی بڑی وجہ بنتی ہیں۔ اس لیے مقامی سطح پر مصالحت،

مذاکرات کا کلچر اختیار کیا جائے۔ عوامی قائدین متاثرہ فریق اور حکومتی انتظامی اداروں کے درمیان امن مذاکرات ہونے چاہیے۔

متصادم گروہوں میں سے مہذب، معزز، صاحبانِ فکر و دانش جرأت کا مظاہرہ کریں اور مذاکرات کے ذریعے گفتگو کا ماحول پیدا کریں تو جذبات جو انتہا پر ہیں انھیں کم از کم حرارت کی سطح پر لایا جا سکتا ہے۔

عالمی سطح پر تنازعات کے حل کے لیے ناقص اقدامات اور حکمت عملی کا منفی رخ زیادہ بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔ مقامی سطح پر بھی یہی طرز عمل اپنایا جاتا ہے۔ حکومتیں امن کمیٹیاں قائم کرتی ہیں لیکن ان کمیٹیوں کے چناؤ میں مقامی سطح کے مسائل کو پیشِ نظر رکھ کر حکمت اور وسعتِ نظری کی بجائے پسند و ناپسند اور چاپلوسی کے پہلو کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ لہٰذا ان مسائل کے حل کے لیے عالمی اور مقامی سطح پر اپنی حکمت عملی کی سمت درست کرنا چاہیے۔

پاکستان اسلامی نظریاتی مملکت ہے، اسلام، قرآن اور عشق رسول اللہ ﷺ عوام کی رگ و پے میں رچا بسا ہے۔ لہٰذا ریاستی طاقت کے ساتھ سیکولر اور طبقاتی نظام تعلیم نیز بے مقصد نصاب تعلیم کی بجائے جدید تقاضوں اور حالات کے مطابق تعمیری اور اسلامی نظریاتی نظامِ تعلیم پاکستان کی اہم ترین ضرورت ہے۔

گذشتہ تین عشروں میں مسلسل شدت پسندی اور مسلح انتقامی صورتِ حال کی وجہ سے سنی اور شیعہ دونوں فرقوں کے بڑے نقصانات ہو چکے ہیں۔ عورتیں بیوہ، بچے یتیم، گھر اور کاروبار تباہ ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے دونوں کے درمیان مصالحت مشکل ترین ٹاسک بن جاتا ہے۔ شدت پسندی کے جذبات اور دوسرے کو برداشت نہ کرنے کی روش سے نئے گروہ در گروہ پیدا ہوتے اور بنتے رہتے ہیں۔ جو شیعہ اور سنی مسالک میں اندرونی طور پر بھی مزید تقسیم کا باعث بن رہے ہیں۔ بیرونی عوامل اور سرمایہ، فرقہ وارانہ تصادم کے لیے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔ اس سب کچھ کے باوجود اب بھی بعض اقدامات حالات کو بہتر کرنے میں مثبت اور اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

3۔ ناگزیر اقدامات

مذہبی فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے ملی یکجہتی کونسل کے ضابطہ اخلاق کی روشنی میں یہ آئینی تحفظ دیا جائے کہ فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ بنیاد پر نفرت اور لاقانونیت کو ایک سنگین جرم اور اس کی سنگین سزا دی جائے گی۔

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرے، انسانیت کے دشمن فرقہ پرست عناصر کو ہیرو بنا کر پیش نہ کیا جائے۔ چونکہ دین اسلام ہی اس ملک کے عوام کے اتفاق کا واحد اور بنیادی ذریعہ ہے۔ لہٰذا اسلام اور اسلامی روایات کو کمزور نہ کیا جائے ورنہ خدانخواستہ جتنے قومیں اس ملک میں آباد ہیں اتنے اس ملک کے ٹکڑے ہو جائے نگے۔

جو تنظیمیں فرقہ واریت، لاقانونیت اور قتل و غارت گری کی بنیاد پر جب غیر قانونی قرار دے دی جائیں انہیں از سر نو کام کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ اس کے لیے شفاف بنیادوں پر عدالتی ذریعہ اختیار کیا جائے۔ فرقہ واریت کی آگ کو

بڑھانے اور بھڑکانے کے لیے بیرونی ہاتھ اور بیرونی سرمایہ کو سختی سے چیک کیا جائے۔ حالات کی بہتری کے لیے ناگزیر ہے کہ اس ملک میں سیاسی جماعتیں اپنے اندر جمہوری نظام اور رویوں کو مستحکم کریں، فرقہ وارانہ شدت کے خاتمے اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے جامع حکمت عملی کا اعلان کریں۔ خودکش حملوں، دہشت گردی کے خاتمے کے لیے دینی اور سیاسی جماعتیں اپنا کردار ادا کریں۔ دینی اور سیاسی جماعتوں کا واضح کردار نہ ہونے کی وجہ سے از خود پیدا ہونے والے گروہ، حالات پر حاوی اور بالادستی اختیار کر رہے ہیں۔ ایسے غیر ذمہ دارانہ رویوں کی وجہ سے پاکستان کی دشمن قوتیں اپنا شیطانی کھیل کے سہارے اپنے مکروہ ایجنڈے کی تکمیل کر رہی ہیں۔ ریاست اور حکومتیں بے دست و پا ہو رہی ہیں۔ یہ واضح اور اٹل حقیقت ہے کہ ہر قسم فرقہ واریت کے خاتمے کا ایک اور صرف ایک بہترین حل اتحادِ اُمت ہے۔ قرآن و سنت کے غلبہ اور نظامِ اسلام کی نفاذ میں ہی ملت اسلامیہ کی خیر ہے یہی اس ملک کے نجات کا واحد راستہ ہے۔